GUMAN گمان VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

The Artistic and Intellectual Analysis of Zamir Masloob in Modern Urdu Poetry

جدید نظم نگاری کے باب میں ضمیر مصلوب کا فنی وفکری جائزہ

Muhammad Nazir
PHD Scholar ,Department of Urdu ,University of Karachi
Zulfiqar Ali
M Phil Scholar ,Department of Urdu,University of Karachi
Muhammad Hasssan
PHD Scholar, Department of Urdu, Wafaqi Urdu University Karachi
Syed Sadaqat Ali
M Phil Scholar ,Department of Urdu,University of Karachi

Abstract

Urdu poetry's second most celebrated genre, after ghazal, is nazm. This eloquent genre expresses various themes, with poets conveying their thoughts under a title, without adhering to traditional weight or rhyme.Nazm originated in Deccan and later flourished in North India. Initial poets included Khwaja Bande Nawaz Gisudaraz, Amir Khusrow, and Nazir Akbarabadi. The 1857 Indian Rebellion sparked modern nazm's growth, influenced by Western ideas and new emotional currents. Maulana Muhammad Hussein Azad and Altaf Hussain Hali introduced natural poetry through the Punjab Association movement in 1867. This article explores nazm's definition, origin, and evolution, focusing on Shahid Hussain Naqvi's poetry collection "Zamir Makhloob".Naqvi's poems convey beautiful messages in simple language, reflecting human compassion, sincerity, and love. His poetry expresses anguish over human suffering, solidarity with oppressed people, and commitment to social and political issues.Naqvi's nazms demonstrate national and religious loyalty, celebrating Pakistan's grandeur and honoring national and religious figures. His poetry connects internal emotions with external expressions,

transforming everyday experiences into profound reflections. Studying Naqvi's poetry reveals his ability to embody the essence of political and social poetry. His work reflects human sensitivity and love, expressing deep sorrow for human oppression and solidarity with victims of injustice.Naqvi's poetry celebrates Pakistan's national heritage, honoring national and religious icons. His poems connect inner feelings with external expressions, providing a profound reflection of life.

Keywords: Natural Poetry, Punjab Association, Modern Nazm, Shahid Hussain Naqvi, Zamir Makhloob, Urdu Poetry, Ghazal, Deccan, North India, Indian Rebellion.

دنیا کی تمام زبان کی طرح اردو زبان کی ابتداء شاعری سے ہی ہوئی۔ شاعری میں غزل اور نظم دو ایسی اصناف سخن ہیں جو اردو شاعری میں ابتدا ہی سے وجود میں آئی ہیں۔ نظم کی باقاعدہ شروعات شمالی ہند میں ہوئی۔ اس زمانے میں۔ امیر خسرو کی پہیلیوں اور کبیر داس کے دوہوں نے شاعری میں خاص جگہ پیدا کر لی۔ ماضی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں ثقافتی سرگرمیوں کے فروغ کے ساتھ ساتھ ادب خصوصا شاعری پر بھی اس عہد کے بادشاہوں نے خصوصی توجہ دی۔ یوں اکبر بادشاہ کے عہد سے اورنگ زیب کے عہد تک نامور شعراء نظر آتے ہیں۔ جنھوں نے مختلف اصناف سخن میں اپنے افکار تازہ سے عوام و خواص کو لطف اندوز کرایا۔ نظم شاعری کی ایک ایسی قسم ہے جو کسی ایک عنوان کے تحت کسی ایک موضوع پر لکھی جاتی ہے۔ نظم کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہیئت کی کوئی قید نہیں ہے۔ یہ بحر اور قافیہ سے پابند بھی ہوتی ہے اور ان قیود سے آزاد بھی۔ اس میں مضامین کی وسعت ہوتی ہے۔ نظم زندگی کے کسی بھی موضوع پر کہی جاسکتی ہے۔ نظم کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر قمر رئیس لکھتے ہیں کہ :

> "یوں تو ہر کلام موزوں کو نظم کہا جاسکتا ہے لیکن عام اصطلاح میں نظم سے مراد شاعری ہے اصناف اور وہ اسالیب ہیں جن میں کسی خاص موضوع پر ربط تسلسل کے ساتھ اظہار خیال کیا گیا ہو۔ اس اعتبار سے غزل کے علاوہ اردو شاعری کی بیشتر نمائندہ اصناف مثلا قصیدہ ، مثنوی اور رباعی وغیرہ اس کے دائرہ میں آجاتی ہیں"۔(1)

اردو شاعری کے دیگر اصناف کی طرح اردو نظم نگاری کا پہلا گہوارہ سرزمین دکن ہے۔ دکن میں مذہبی اور صوفیانہ نظموں کی شکل میں اردو نظم کے ابتدائی نقوش نظر آتے ہیں۔ دکن کی بہمنی سلطنت نے اردو ادب کے فروغ میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ شاعری کی سرکاری سطح پر سرپرستی نے نظم نگاری کو یقینا ترقی دی مگر بادشاہوں اور امراء کی فرمائش پر کلام لکھنے کا سلسلہ بھی چل نکلا یہی وجہ تھی کہ نظم میں قصیدہ نگاری نے باقی تمام اصناف سخن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اس ضمن حامد کاشمیری لکھتے ہیں کہ :

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

"ابتدا میں مذہبی اور صوفیانہ نظمیں بیشتر شعرا کی تخلیقات میں مثنوی کی شکل نظر آتی ہیں۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ابتدائی دور کے اہم شاعر ہیں۔ انھوں نے تصوف کے کچھ رسالے اور نظمیں تخلیق کیں۔ 'چکی نامہ' ان کی مشہور نظموں میں شمار کی جاتی ہے۔" (2)

عادل شاہی عہد میں تصوف مذہبی اور اخلاقی مضامین شاعری میں غالب نظر آتے ہیں۔ برہان الدین جانم کی نظموں میں مذہبی تعلیمات اور تصوف کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ حجت البقا، وصیت الہادی، بشارت الذکران کی اہم نظمیں ہیں۔ برہان الدین جانم کے مرید شیخ غلام محمد داول کے یہاں تصوف اور اخلاقی مضامین کی کئی نظمیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ چہار شہادت، کشف الانوار اور کشف الوجود میں تصوف کے مسائل بیان کیے ہیں۔ سلطان قلی قطب شاہ نے پہلی مرتبہ اپنے مجموعہ کلام کو الف بائی ترتیب میں لکھ کر پہلا صاحب دیوان شاعر ہونے کا اعزاز اپنے نام کیا۔ ان کے فکر کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کے کلام میں مختلف موضوعات پر نظمیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ شب برات، عید، بسنت، برسات، اور حسن و عشق وغیرہ کا بیان بڑے دلکش انداز میں کیا ہے۔ نیز قلی قطب شاہ نے غزل، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی اور نظم میں طبع آزمائی کی۔ ان کی نظموں کے موضوعات اور عنوانات عوامی زندگی سے بہت قریب نظر آتے ہیں۔ قلی قطب شاہ کی نظم "بسنت" سے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

بسنت کھیلیں عشق کا آ پیارا
تمہیں ہیں چاند میں ہوں جوں ستارا (3)

شمالی ہند میں اردو نظم نگاری کی ابتدا سترہویں صدی میں ہوئی۔ محمد افضل اور جعفر زٹلی کے یہاں اردو نظم کے ابتدائی نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس عہد کی ایک اہم تصنیف محمد افضل افضل کی 'بکٹ کہانی' ایک سنگ میل کا درجہ رکھتی ہے۔ 'بکٹ کہانی' کو بارہ ماسا کی روایت میں اہم مقام حاصل ہے۔ میر جعفر زٹلی اس عہد کا اہم شاعر ہے۔ جعفر زٹلی اپنے پھکڑپن اور فحش کلامی کی وجہ سے مشہور ہے لیکن انھوں نے اپنے عہد کے حقائق کو ایک مخصوص انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ مغلیہ حکومت کے زوال اور دہلی کی تباہی و بدحالی کی تصویر ان کی شاعری میں دیکھی جاسکتی ہے۔ انھوں نے ظالم حاکموں، جابر حکمرانوں، بے ایمان وزیروں کو ہدفِ ملامت بنایا ہے۔ جعفر زٹلی نے طنزیہ اور ہجویہ شاعری کی ایک روایت قائم کی۔ اس عہد کے زوال اور انحطاط کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔ ان کی نظم سے یہ اشعار بطور نمونہ دیکھیے:

حضم کو جورو اٹھ مارے
گریبان باپ کا پھاڑے
زنوں سے مرد بھی ہارے
عجیب یہ دور آیا ہے (4)

اٹھارویں صدی میں اردو شاعری کا ایک اہم دور شروع ہوتا ہے۔ نواب صدر الدین محمد خاں فائز اور شاہ ظہور الدین حاتم کے دور میں اردو نظم کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ ان شعرا کے یہاں غزلوں کے ساتھ مسلسل نظمیں بھی بہت ہیں۔ بعد کے دور میں سودا کے شہر آشوب اور ہجو میں نظم کی صفات نظر آتی ہیں۔ سودا کا شہر آشوب اس عہد کا آئینہ ہے۔ سودا نے سیاسی سماجی معاشی زندگی کی جیتی جاگتی تصویر کشی کی ہے۔ میر و سودا کے یہاں نظم جس صورت میں موجود ہے انھیں نظم کے دائرے میں خارج نہیں کر سکتے۔ یہی دور مرثیہ نگاری کے عروج کا بھی ہے۔ انیس و دبیر کے مرثیے میں بھی

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

نظم نگاری کی خوبیاں موجود ہیں۔ میر، سودا، انیس و دبیر کے یہاں گرچہ ہماری زندگی اور اس عہد کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے لیکن ان شاعروں کے یہاں خالص نظم نگاری کی طرف رجحان نظر نہیں آتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں ان کے یہاں نظم اپنی الگ شناخت قائم نہیں کرتی۔ اسی طرح نظیر کی شاعری اس عہد کے مجموعی مزاج سے بالکل الگ ایک نئی روایت قائم کرتی ہے۔ نظیر کی نظموں کے موضوعات میں، تہوار، رسم و رواج، کھیل کود، تہوار، بچپن، جوانی، گرمی، برسات، جاڑا، چرند و پرند، غرضیکہ ہم جس فضا اور ماحول میں سانس لیتے ہیں اس کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

نظیر کے بعد عرصے تک نظم کی دنیا پر خاموشی چھائی رہی اس درمیان بعض شعراء کے یہاں نظم نگاری کی سمت میں کوشش دیکھی جاسکتی ہیں لیکن اس حوالے سے کوئی نمایاں تخلیق منظر عام پر نہیں آئی۔ غدر میں ہندستان پر انگریزوں کا مکمل تسلط قائم ہونے کے بعد حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کے لیے کئی شہروں میں انجمنوں کا قیام عمل میں آیا۔ ان انجمنوں کے اغراض و مقاصد میں علوم و فنون کی ترویج واشاعت بھی تھا۔ اس کے قیام تذکرہ کرتے ہوئے عارف ثاقب نے اس تنظیم کا پورا نام اور اس کے وجود کی تاریخ کچھ یوں کہا ہے کہا ہے کہ :

" 21 جنوری 1865 کو انجمن اشاعتِ مطالبِ مفیدہ پنجاب کا قیام عمل میں آیا"۔(5)

یہی انجمن' انجمن پنجاب 'کے نام سے مقبول ہوئی۔ محمد حسین آزاد اس انجمن سے وابستہ تھے۔ مئی 1874 میں کرنل ہالرائڈ کی سرپرستی میں موضوعاتی مشاعرہ منعقد ہوا جس میں مصرع طرح کے بہ جائے موضوعاتی نظمیں پڑھی گئیں۔ ان شاعروں میں مولانا محمد حسین آزاد اور مولانا الطاف حسین حالی نے بھی اپنی نظمیں پیش کی ہیں۔ گرچہ شاعروں کا یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک قائم نہ رہ سکا لیکن نظم نگاری کی انھیں کوششوں سے اردو نظم نگاری کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ اس مشاعرے میں پیش کی گئی حالی کی نظم سے یہ اشعار بطور نمونہ پیش کیے دیتے ہیں کہ :

ہم بھی حب وطن میں گو ہیں غرق
ہم میں اور ان میں مگر یہ فرق
ہم ہیں نام وطن کے دیوانے
وہ تھے اہل وطن کے پروانے (6)

نظم نگاری کی تحریک کے روحِ رواں محمد حسین آزاد اور مولانا الطاف حسین حالی تھے۔ ان حضرات نے نہ صرف یہ کہ عملی طور پر نظم نگاری کی توجہ دی بلکہ فکری اعتبار سے نظم نگاری کے لیے ایک سازگار فضا قائم کی۔ انھوں نے انجمن پنجاب کے جلسوں میں جو لکچر دیے وہ نظم نگاری کے لیے ایک منشور کا درجہ رکھتے ہیں۔ نظم نگاری کے حوالے سے آزاد کی کوشش بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ آزاد نے نظم میں انقلابی تبدیلی کے خواہاں تھے۔ ان کے مقالات اور مضامین میں اردو شاعری کے متعلق خیالات دیکھے جاسکتے ہیں۔ مولانا آزاد اردو نظم کا دائرہ وسیع تر اور اسے ردیف و قافیہ کی قید سے آزاد کرنا چاہتے تھے۔ انھوں نے ردیف اور قافیہ سے آزاد نظمیں بھی کہیں۔ آزاد کی نظم سے یہ اشعار دیکھے جو انھوں نے اسی مشاعرے میں پیش کیا:

ایسے ہی ننگ حب وطن بدنصیب
گھر میں مسافروں سے جو بد تر غریب ہیں (7)

انیسویں صدی کے آخری عشرے میں نظم نگاری ایک نئے سفر سے آشنا ہوئی ادب میں کئی اصناف کا ظہور ہوا۔ ناول نگاری، تنقید نگاری، سوانح نگاری، مضمون نگاری وغیرہ۔ شاعری کے حوالے سے اردو نظم میں فکری اور فنی اعتبار سے تبدیلی کا رجحان پیدا ہوا۔ حالی اور آزاد انگریزی شاعری کی طرز پر اردو نظم میں تبدیلی کے خواہاں تھے۔ ازاد اور حالی کی تحریروں میں انگریزی شاعری سے استفادے پر بہت زور رہا ہے۔ انگریزی نظموں کے تراجم اور انگریزی نظموں سے ماخوذ خیالات کو نظم کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ اس ضمن میں نظم طباطبائی کا ترجمہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ انھوں نے گرے کی نظم ایلجی کا ترجمہ بعنوان 'گورِ غریباں' کیا جو بے حد مقبول ہوا۔ عبدالحلیم شرر نے اپنے رسالے 'دلگداز' اور 'سر عبدالقادر نے 'مخزن' سے انگریزی شاعری کے تراجم اور استفادے کی حوصلہ افزائی کی۔ نظموں کے تراجم اور مغربی شاعری سے ماخوذ خیالات پر مبنی نظموں کو ان رسالوں میں خاص جگہ دی گئی اور انھیں تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع کیا گیا۔ محمد حسین آزاد، غلام بھنگ نیر نگ، نادر کاکوروی، سرور جہان آبادی، حسرت موہانی، ضامن کنتوری، سیف الدین شہاب وغیرہ شاعروں کے تراجم شائع ہوئے۔ اردو نظم میں جو تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں نظموں کے تراجم نے انھیں اور جلا بخشی۔ نظموں کے تراجم اور اس طرز کی نظمیں تخلیق کرنے کی کوششوں کے نتیجے میں ہیئت میں شکست وریخت کا عمل شروع ہوا۔ نئے اسالیب کی نظمیں منظر عام پر آئیں۔

الغرض نظم نگاری کے اس سفر میں کئی پیچ و خم آئے اور تقسیم ہند کے بعد جہاں زمین تقسیم ہوئی، رشتہ داریاں اور تعلق داریاں ٹوٹ گئیں وہی علمی وادبی سطح پر بھی کئی ناقابل فراموش تبدیلیاں واقع ہوئی اور اردو شاعری ایک نئے موضوع سے ہم آہنگ ہوئے۔ اب شعراء مناظر فطرت، گل وبلبل، ہجر وصال کو چھوڑ کر تقسیم کے المیے اور ہجرت کے دکھ اور آزادی کے جذبے کو اپنے کلام میں پیش کرنے لگ گئے اس عہد کے شعراء میں جوش ملیح آبادی، اقبال، اسماعیل میرٹھی، ساغر صدیقی، فیض احمد فیض، احمد ندیم قاسمی علی سردار جعفری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ کیثر تعداد میں شعراء نے پاکستان کی طرف ہجرت کی اور بہت سے ادیبوں نے کراچی شہر کو اپنا مسکن بنایا اور یوں لکھنو اور دہلی کی ادبی فضا کراچی منتقل ہوئی اس طرح کراچی میں جون ایلیا، قمر جلالوی، نصیر ترابی، جمال احسانی، پیرزادہ قاسم، ڈاکٹر شاداب احسانی، سلیم کوثر، سحر انصاری، وغیرہ نے کراچی میں ادبی محافل کا سلسلہ شروع کیا۔ اس ذیل میں علم وادب کے گھرانے سے تعلق رکھنے والے سید شاہد حسین نقوی بیسویں صدی میں نظم اور غزل کے ذریعے ادبی مقام پانے کی سعی کی۔ زیر نظر مقالہ میں "ضمیر مصلوب" کے حوالے سے شاہد نقوی کی نظم نگاری کا فنی و فکری جائزہ لینا مقصود ہے۔ اس مجموعے میں شاہد نقوی کی غزلوں، رُباعیوں اور قطعات کے علاوہ بعض شخصی اور قومی نظموں کا انتخاب شامل ہے۔ یہ مجموعہ ان کے شاعرانہ مزاج اور اسلوب کی تفہیم میں بڑی مدد دیتا ہے۔ دوسری اصناف کے علاوہ اس مجموعے میں وہ نظمیں بطورِ خاص لائقِ مطالعہ ہیں جو میر انیس، نجم آفندی، علامہ رشید ترابی، اکبر الہ آبادی اور سید آل رضا کی نسبت سے لکھی گئی ہیں۔ ان نظموں میں اُن کی شخصیت اور فن دونوں کا عکس نظر آتا ہے۔

ان کی دوسری نظموں میں ""قدریں، تبسم خوں، آوازِ شکست، تو باز، نہ بساز اور لاوا "" وغیرہ ہیں۔ اگر وہ نظم نگاری کا سلسلہ جاری رکھتے تو اس ضمن میں بھی ان کی انفرادی کاوشیں پیدا کر سکتی تھیں لیکن یہ مجموعہ سرمایۂ سخن بہر حال کسی طرح کم نہیں اور مرثیہ تو اس پورے سرمایے میں سب سے زیادہ دقیق

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

ہے۔ شاہد نقوی اپنی ایک نظم "کل کا پاکستان" میں وطن عزیز پاکستان میں عوامی سطح پر پھیلی ہوئی پریشانیوں اور ملک کی سیاسی و معاشی بحرانی، دور کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ :

قدم قدم میں عزم مصمم نفس نفس میں جان
چلتے پھرتے ہنستے کھیلتے دل والے انسان
میری نظریں دیکھ رہی ہیں کل کا پاکستان
دنیا ہم پر ہنس تو رہی ہے ہنسنے دو کچھ اور
آئے گا جلد آئے گا اپنی بھی ہنسی کا دور
میری نظریں دیکھ رہی ہیں کل کا پاکستان

شاعر اپنی اس نظم میں مملکت عزیز پاکستان کے عوام الناس کو امید و حوصلہ دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ آج وطن عزیز پاکستان معاشی، سیاسی ، ثقافتی بحران اور ہزار ہا مشکلات اور پریشانیوں کا شکار ہے تو ہمیں اس پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہیں۔ مستقبل میں امید کی کئی کرنیں دکھائی دے رہی ہیں اس کے لیے ہمیں اتفاق و اتحاد کے ساتھ ملک کی بھلائی کے لیے کام کرنا چاہیے۔ اگر ترقی یافتہ قومیں ہماری حالت پر ہنس رہی ہیں تو کل ہماری خوشی کا زمانہ بھی آئے گا۔

ملت میں مردان مجاہد آج بھی ہیں موجود
کتنے خالد، کتنے طارق اور کتنے محمود
میری نظریں دیکھ رہی ہیں کل کا پاکستان
کب سے آنکھیں بند تھی اپنی کھل ہی گئیں اک بار
لوری دینے والو چونکو اب ہم ہیں بیدار
میری نظریں دیکھ رہی ہیں کل کا پاکستان(8)

ہمیں ان کی نظموں میں وطن عزیز سے محبت کا جو رجحان ملتا ہے وہ بہر حال ہمہ گیر ہے۔ نظم " نشان حیدر " قائد ملت لیاقت علی خان کے انتقال پر لکھی ہے۔ اس میں کہتے ہیں یہ زندگی عارضی ہے یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے اور موت بھی برحق ہے۔ جب وہ وقت آئے گا تو اس سے کوئی بھی نہیں بچ سکے گا۔ لیاقت علی خان بھی اپنے آخری سفر پر روانہ ہو گئے اور مدتوں تک ان کی یاد ہمیں رلاتی رہے گی۔ وہ ایسی مدبرانہ شخصیت کے مالک تھے کہ ان کے حریف بھی ان کی شخصیت کا احترام کرتے تھے۔ نظم کے آخر میں کہتے ہیں کہ ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

غلط ہے یہ تصور خون تیرا رائیگاں ہوگا
تیرے خوں میں تو باطل کے عوامل ڈوب جائیں گے

حریفوں کو نہیں اندازہ شاید حق کی فطرت کا
کہ نکھرے گا یہ رنگ اتنا ہی جتنا خوں بہائیں گے(9)

" حیاتِ باقی" میں مرثیہ نگاری اور نجم آفندی کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مرثیہ گوئی کی ابتدا ہوئی تو میرؔ و سوداؔ کی زمانے تک لوگ اعتقاداً ہی ذکرِ کربلا کرتے رہے مگر انیس نے مرثیے کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہنچا دیا اور ایک مدت تک مرثیہ نگاروں نے اُن کا انداز اپنائے رکھا یہاں تک کہ جدید مرثیے میں موضوعات و مضامین کے لحاظ سے سماجی ضروریات اور وقت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاص تبدیلی کی ضرورت محسوس کی گئی۔اس ضرورت کو پہلی مرتبہ نجم آفندی نے پورا کیا۔

نجم آفندی کے آنے سے مرثیے اور سلام میں نیا رنگ و آہنگ پیدا ہوا اور بعد میں آنے والے مرثیہ گو شعرا کے ذہن اور فکر پر اس کی مثبت اثرات مرتب ہوئے۔

حب اہلِ بیت میں مرنا شہادت ہے مگر
عاشق آلِ نبیؐ مرنے سے ڈر سکتا نہیں
مر نہیں سکتا کبھی کوئی شہیدِ راہ حق
لاکھ موت آجائے لیکن نجم مر سکتا نہیں(10)

اردو نظم میں حسن و عشق اور جنسی محبت کی موضوعات مروج رہے ہیں کیونکہ یہ انسان کے بنیادی جذبات ہیں۔شاہد نقوی کے ہاں یہ مضمون کہیں کہیں دکھائی دیتا ہے مگر اس نے اظہار کے لیے افراط پسندی سے کام نہیں لیا بلکہ اعتدال پسند شعرا کی طرح ہمیشہ اعتدال پسندی سے کام لیا اس نظم میں آپ نے بڑی چابک دستی سے میخانے کی جزئیات پیش ہیں۔ نظم مکاشفہ سے یہ اشعار ملاحظہ کریں:

پہنچے در کھول کے اندر تو یہ عالم دیکھا
ایک مرکز پہ دل و دیدہ کو باہم دیکھا
کہیں جلوے تھے کہیں بھوکی نگاہوں کا سماں
کہیں لہراتے تھے آنچل کہیں سگریٹ کا دھواں(11)

محبت میں ناکامی جب عاشق کو ہر طرف سے مایوس کر دیتی ہے تو اس کے نزدیک زندگی میں کوئی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور نہ ہی بہار کی کوئی اہمیت رہتی ہے بلکہ شام و سحر میں بھی کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔انھوں نے ''سوالی نگاہیں'' میں ایک ناکام مایوس عاشق کے جذبات کی مکمل عکاسی کی ہے جس کا سکونِ زندگی مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے، وہ دل کا حوصلہ ہار چکا ہے۔اب اس کے اندر کا ذوق و جستجو اور جوش و ولولہ بالکل ختم ہو گیا ہے یہاں تک کہ اگر محبوب اس پر مہربان ہو جائے تب بھی اس کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔آپ نے اپنی نظموں میں انفرادی موضوعات کو بھی جگہ دی ہیں اور '' تبسمِ خوں '' میں جس موضوع کو اپنایا ہے وہ اس سے پہلے کسی شاعر کے ہاں نظر نہیں آتا اور یہ نظم انھوں نے اپنے ایک دوست کی فرمائش پر لکھی ہے اور جس میں انھوں نے ایک ایسے باپ کے تاثرات بیان کیے ہیں جس کے بہت سارے بچے ہیں اور اس کے اتنے وسائل نہیں ہے کہ وہ اچھی طرح ان کی کفالت

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

کر سکے۔ان حالات میں جب اس کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسے مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اس کے خیر مقدم کے لیے باپ کے پاس ایک بے روح تبسم کے علاوہ کچھ نہیں اور اس کا باپ جانتا ہے کہ اس بچے سے ہی اگلی نسلوں میں اس کا نام چلے گا مگر بد قسمتی کہ وہ اسے کوئی قابل انسان نہیں بنا سکتے ہیں۔ نظم تبسم خوں سے یہ اشعار ملاحظہ کریں:

میرے فرزند مری کم نگہی کے باعث
تو بھی برباد ترے بھائی بہن بھی برباد
تربیتِ علم و عمل، رزق ہر اک پہلو سے
عزتِ نفس بھی توقیرِ وطن بھی برباد

نظم کے اخر میں باپ یہ سوچ کر خود کو تسلی دیتا ہے کہ میری اس حالت سے کم از کم دوسرے لوگوں کو تو نصیحت ہو گی۔

مگر اک پہلو سے اچھی ہے مری بربادی
لوگ دیکھیں گے مرا حال تو عبرت ہو گی
میرے فرزند مرے لب پہ تیرے مقدم کو
ایک بے روح تبسم کے سِوا کچھ بھی نہیں (12)

"حُبُ الوطنی" یہ اردو نظم کا ایک خاص موضوع ہے اور ہر شاعر اپنی نظموں میں مختلف انداز سے حُبُ الوطنی کے جذبے کا اظہار کرتے ہوئے دوسرں کو بھی اس جذبے سے سرشار کرنا چاہتا ہیں یہی چیز ان کی نظموں میں بھی پائی جاتی ہے۔وہ جب محسوس کرتے ہیں کہ عوام میں حُبُ الوطنی کا جذبہ ختم ہوتا جا رہا ہے اور ملک میں امن وامان، انصاف، اخلاق، اقدار اور اسلامی نصب العین کا خاتمہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بہت دُکھی ہو کر اس کا اظہار نظم "لاوا" میں یوں کیا ہے۔

میں نے اِس باغ کی تعمیر میں کیا کیا نہ دیا
اپنے آبا کا وقار اپنے بڑوں کی عزت
اپنے بھائی کا شباب اپنی بھتیجی کا سہاگ
اپنے بچوں کا لہو اپنے وطن کی الفت

وہ جب دیکھتے ہیں کہ ساری قربانیاں رائیگاں جا رہی ہیں تو ان کے غم کا لاوا اُبلنے لگتا ہے اور جب برداشت سے باہر ہو جاتے ہیں تو مجبوراً انھیں کہنا پڑتا ہے۔

میں بھی انسان ہوں جذبات و زباں رکھتا ہوں
تا بکے ضبط کروں پیکرِ سنگیں بن کر (13)

الطاف حسین حالی کی نظم "حب وطن" سے یہ شعر بھی ملاحظہ کریں وہ بھی حب وطن کے موضوع پر ہے۔

GUMAN گمان
VOL 7, ISSUE 4, 2024
E(ISSN) 2709-4162, P(ISSN) 2709-4154
https://guman.com.pk/index.php/GUMAN

قوم سے جو تمہارے ہیں برتاؤ

سوچو اے پیارو اور شرماؤ(14)

شاہد نقوی نے شخصی نظمیں کافی تعداد میں لکھی ہیں۔ دراصل وہ چاہتے تھے کہ جو شخص کسی بھی حوالے سے دوسروں کی خدمت کرے تو کم از کم اس خدمت کا اعتراف بھی لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی نظموں کے ذریعے باصلاحیت شخصیتوں کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ''انیس ؔمرشیہ اور اردو ''میں وہ کہتے ہیں کہ دامن اردو کتنے ہی قابل ادیبوں اور سخن وروں سے بھرا ہوا ہے اور اردو میں بے شمار اصناف شعری بھی موجود ہیں مگر وہ صنف جو عالمی ادب میں بے مثال ہے وہ صرف مرشیہ ہے۔ اس صنف کو اردو کی منزلِ عظمت کہا جا سکتا ہے اور جہاں مرثیے کا نام آئے گا وہاں انیس ؔکا نام بھی سب کی زباں پر ہو گا۔

جو پوچھتے ہیں کہ کیا ہے انیس ؔکی منزل

وہ خود بتائیں کہ اردو کی انتہا کیا ہے

جو ہیں انیس کی عظمت سے اب بھی ناواقف

انہیں خبر نہیں شاید کہ مرشیہ کیا ہے(15)

ایک نظم میں انھوں "اب مرشیہ اداس ہے آل رضا کے بعد" کے عنوان سے آلِ رضا کی شعری عظمت اور سیرت و کردار پر تعریفی کلمات بیان کیے ہیں کہ جب صنفِ مرشیہ نیم جاں ہو کر رہ گئی تو آلِ رضا کی شعوری کوشش نے لفظ و بیان اور فکر کی تابندگی سے اس صنف کو نئی زندگی عطا کی۔ آلِ رضا کے چلے جانے کے بعد مرثیے کی دنیا میں ایک اداسی کا سماں چھا گیا ہے۔

اس شان سے جنازۂ آلِ رضا چلا

جیسے وقارِ منبرِ اہل عزا چلا

یہ اک شریکِ بزم نہیں بزم اٹھ گئی

یہ مرشیہ نگار نہیں مرشیہ چلا(16)

نظم قدریں میں شاہد نقوی نے اس مسئلے پر بحث کی ہے جو کہ آج کل زندگی ایک دامِ وحشت میں جکڑ کر رہ گئی ہے غنڈہ گردی و جور بازاری، سیاسی داؤ پیچ، سرکشی، رشوت اور اقربا پروری نے انسانی زندگی کا سکون ختم کر کے رکھ دیا ہے۔

اور ایک آوارگی کا نام ہے رزمِ حیات

ایک سفر جس کا کوئی مقصد کوئی منزل نہیں(17)

نظم آواز شکست میں شاہد نقوی نے بڑی عمدگی سے اپنے نظریات پیش کیے جن میں تخریب کے بجائے تعمیری عنصر موجود ہے۔ وہ انسانیت کے جذبے کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں اور ہر حال میں جینے کا حوصلہ دیتے ہیں۔ عزم و حوصلے کی یہ کیفیت جو نئے ضابطہ حیات سے آگاہ کرتی ہے دراصل وہ فلسفیانہ نظریے کی نشاندہی کراتی ہے۔

تم نے فطرت کے تقاضوں کو غلط سمجھا ہے
مادّیت سے دبے گی نہ یہ روحِ احساس(18)

"جشن آزادی" میں آپ نے ایک ایسے پہلو کی طرف روشنی ڈالی ہے جس پر بہت کم لوگوں کی نظر جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ محلوں میں تو جشنِ آزادی کے موقع پہ بے حد نور نظر دکھائی دیتا ہے مگر غریبوں کے ہاں کچھ اور منظر ہوتا ہے۔

نفس نفس سے برستے ہیں آتشیں نغمے
قدم قدم پہ ستاروں کا نور بنتا ہے
چھلک رہے ہیں غریبوں کے اشک پلکوں پر
چمک رہے ہیں ستارے سیاہ خانوں میں(19)

جب سرکار شوق سے جشن آزادی مناتی ہے تو غریبوں کو یہ خیال آتا ہے کہ وہ لوگ حادثات میں گھرے ہوئے ہیں اور ان جشن منانے والوں کو غریبوں کی کوئی پروا نہیں اور یہ بات بھی بالکل خلاف عقل ہے کہ جھونپڑیوں والے یہ غریب کبھی اس فضا کو بدل دیں گے۔ ان کی نظموں کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ ان کا ہر عنوان جزوِ نظم بن کر سامنے آتا ہے اور نظم کے مواد کی بھی ترجمانی کرتا ہے۔ مجموعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے نظم نگاری کے میدان میں اپنی جدتِ طبع کے خوب جوہر دکھائیں ہیں اور متنوع موضوعات پر جس طرح خامہ فرسائی کی ہے وہ ان کی شعری استعداد اور وسعتِ مطالعہ کی دین ہے۔ ان کی نظمیہ شاعری میں یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ علم کی گہرائی، مطالعے کی وسعت، ندرتِ فکر اور جودت طبع کی بدولت انھوں نے اپنے شعری وجدان کو جدید ادبی رجحانات و میلانات سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔ ان کی شاعری میں تشبیہات و استعارات کے علائم و رموز کے علاوہ معنی آفرینی اور مرکبات سے جدت بیان کی ایسی فضا پیدا کرتا ہے جو عصری ادب کے پروان چڑھانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ ان کی نظمیں تسلسل بیان، سلاست زبان، جذبات نگاری، منظر کشی، محاکات، معقولات اور استعداد علمی کی ایک ایسی دستاویز ہے جو ان کی فنی عظمت کی تاریخی حیثیت و اہمیت پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔

حوالہ جات

1۔ قمر رئیس ،ڈاکٹر ، اصناف ادب اردو ، لاہور، بک ٹاک ، 2021 ، ص68
2۔ کاشمیری، حامدی، اردو نظم کی دریافت ، کشمیر ، راجباغ سرینگر ،2004 ، ص16
3۔ شاہ ، قلی قطب ، انتخاب کلام ،مرتبہ سیدہ جعفر ،لکھنو ، اترپردیش اردو اکادمی ،1889 ، ص35
4۔ آبادی ،نظیر اکبر ، انتخاب کلام نظیر ، مرتبہ ،رشید حسن خان ، ہند، انجمن ترقی اردو ، ص57

5۔ عارف ثاقب ، انجمن پنجاب کے مشاعرے ، لاہور ،الوقار پبلی کیشن ، 1995 ، ص16
6۔ حالی، الطاف حسین ، حب وطن ، لکھنو ،مینجر صدیق بک ڈپو امین آباد ، ص11
7۔
آزاد ، محمد حسین ، انتخاب کلام ،لاہور ،مطبع کریمی ، 1926 ، ص34
8۔ ں قوی ،شاہد حسین ، ضمیر مصلوب ، پاکستان ،حسینی انٹر نیشنل آرگنائزیسن ،1997 ، ص 227
9۔ ایضا ، ص233
10۔ ایضا ،308
11۔ ایضا ، ص236
12۔ ایضا ،ص 269
13۔ ایضا ، ص254
14۔ حالی، الطاف حسین ، حب وطن ، لکھنو ،مینجر صدیق بک ڈپو امین آباد ، ص 20
15۔ ں قوی ،شاہد حسین ، ضمیر مصلوب ، پاکستان ،حسینی انٹر نیشنل آرگنائزیسن ،1997 ، ص 277
16۔ ایضا ، ص281
17۔ ایضا ، ص 244
18۔ ایضا ، ص262
19۔ ایضا ص315

Reference in Roman Script

1. Qamar Raees, Dr., Asnaaf-e-Adab Urdu (Urdu Literary Genres), Lahore, Book Talk, 2021, p. 68.

2. Kashmiri, Hamdi, Urdu Nazm Ki Khudaraat (Discovery of Urdu Poetry), Kashmir, Rajbagh Srinagar, 2004, p. 16.

3. Shah Quli Qutb, Intikhab-e-Kalaam (Selected Works), edited by Syeda Jaffar, Lucknow, Uttar Pradesh Urdu Academy, 1889, p. 35.

4. Abadi, Nazir Akbar, Intikhab-e-Kalaam Nazir (Selected Works of Nazir), edited by Rashid Hasan Khan, India, Anjuman Taraqqi Urdu, p. 57.

5. Arif Thaqib, Anjuman-e-Punjab Ke Mushaerah (Punjab Association's Poetic Gatherings), Lahore, Al-Waqar Publications, 1995, p. 16.
6. Hali, Altaf Hussain, Hub-e-Watan (Love for the Homeland), Lucknow, Manager Sadiq Book Depot Aminabad, p. 11.
7. Azad, Muhammad Hussein, Intikhab-e-Kalaam (Selected Works), Lahore, Matba-e-Karimi, 1926, p. 34.
8. Naqvi, Shahid Hussein, Zamir-e-Masloob (The Sacrificed Conscience), Pakistan, Husseini International Organization, 1997, p. 227.
9. Ibid., p. 233.
10. Ibid., p. 308.
11. Ibid., p. 236.
12. Ibid., p. 269.
13. Ibid., p. 254.
14. Hali, Altaf Hussain, Hub-e-Watan (Love for the Homeland), Lucknow, Manager Sadiq Book Depot Aminabad, p. 20.
15. Naqvi, Shahid Hussein, Zamir-e-Masloob (The Sacrificed Conscience), Pakistan, Husseini International Organization, 1997, p. 277.
16. Ibid., p. 281.
17. Ibid., p. 244.
18. Ibid., p. 262.
19. Ibid., p. 315.